ایک اور صلیب ٹوٹنے کی سچی داستان

تلاشِ حق کا سفر

قسط نمبر ۲ (آخری)

کلیسا کی غلامی سے درِ مصطفیٰ کی گدائی تک.. قدم قدم قیامت کہانی.. خوش قسمت محمد امین کی زبانی

مذہبی حیثیت کے حامل ایک بڑے سیاسی خانوادے کا چشم وچراغ

عیسائیت کا مبلغ بنتے بنتے دینِ اسلام کا سپاہی بن گیا

روایت : محمد امین (نو مسلم) (سابق) پال مسیح ولد ایس۔ ایم جوزف پادری۔ فیصل آباد

تحریر : محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ صدائے مسلم جہلم

.....اور تقریباً آدھا گھنٹہ خوب بحث ہوئی۔ میں اور میری بیوی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اب ہم نے فیصلہ کر لیا ہے، اس پر کاربند رہیں گے۔ میرا بھائی سخت طیش میں آگیا اور پستول نکال کر ایک دم مجھ پر یکے بعد دیگرے تین فائر کر دیئے.... جو میرے کندھے اور ٹانگ پر لگے اور ایک خطا ہو گیا... میرے جسم سے خون کے فوارے چھوٹ گئے.... اور میرے چچا اور ڈیڈی نے میرے بھائی کو پکڑ کر اسے دوسرے کمرے میں بند کر دیا... وہ کہہ رہا تھا کہ ڈیڈی جی! یہ جہاں بھی جائے گا ہمیں بدنام کرے گا... اس شہر میں ہماری عزت ہے۔ اس نے ہماری عزت خاک میں ملا دی ہے... اب ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے... بہتر ہے کہ اسے جان سے مار دیا جائے... اس نے ہمارے باپ دادا کے دین کا مذاق اڑایا ہے میرے والد بھی بہت اشتعال میں تھے۔ ہمارا سارا محلہ اکٹھا ہو گیا، انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے دین کا منکر ہے۔ لہذا آج سے میں اس کو اپنی جائیداد سے عاق کرتا ہوں۔ میری بیوی سے انہوں نے دوبارہ سوال کیا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں اپنے خاوند کے ساتھ ہوں... آپ بے شک ہمیں جان سے مار دیں.... ہمارے بچے قتل کر دیں.... مگر ہم حق سے منہ نہیں موڑ سکتے۔ اور میری بیوی اور ہمارے ڈرائیور نے مجھے گاڑی میں ڈالا اور ہسپتال لے آئے۔ میری خوش قسمتی کہ اللہ تعالی نے مجھے بچا لیا تھا۔ میرے چچا کے ہاتھ بہت لمبے تھے اس لیے ڈاکٹر حضرات کو کہہ دیا گیا کہ اسکا اچھے طریقے سے علاج کر کے ہاسپٹل سے خارج کر دیا جائے۔ ڈاکٹر زبیر میرے بھی جاننے والے تھے، انہوں نے سارا ماجرا سنا تو بہت افسوس کیا۔ اور مجھے اور بچوں کو کہا کہ جتنے دن تک یہ ٹھیک نہیں ہوتا آپ ہمارے گھر رہیں۔ ڈاکٹر

صاحب کی بیوی اور بچے میری بیوی کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے تھے۔ اور علاج معالجے کے سلسلہ میں بھی انہوں نے میری بہت مدد کی ... تقریباً ۲۶ دن کے بعد مجھے ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ میری بیوی نے کہا کہ بہتر ہے ہم یہاں سے چلے جائیں۔ ہم دوبارہ رات تقریباً ساڑھے دس بجے راولپنڈی پہنچے۔ ہمارے پاس صرف پنڈی کا کرایہ اور ایک کھیس تھا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کہاں جائیں؟ سارے جاننے والے کرسچین تھے اور سب کو پتہ چل گیا تھا۔ اخبار میں بھی اشتہار آگیا تھا۔ ہم دونوں میاں بیوی بڑے پریشان تھے ... کہ اب آگے کیا ہوگا؟ خیر میری بیوی نے کہا کہ سردی ہے اور بچے ہمارے ساتھ ہیں اور ابھی آپکی صحت بھی صحیح نہیں .... لہذا ایسا کرتے ہیں کہ اسلام آباد مولانا عبداللہ صاحب کے پاس چلتے ہیں۔ ہم تقریباً رات پونے بارہ بجے مولانا کے گھر پہنچے ... گھنٹی دی ... تو مولانا کے بیٹے باہر آئے ... ہم نے انہیں کہا کہ مولانا صاحب سے ملنا ہے، ہم لوگ فیصل آباد سے آئے ہیں۔ اور اپنا نام بتایا۔ مولانا صاحب باہر تشریف لائے ... اور ہمیں کہا کہ آپ مسجد تشریف لے جائیں میں بھی آرہا ہوں، ہم لوگ مسجد میں بیٹھ گئے، مولانا مسجد میں آئے اور میں نے مولانا کو تمام حالات بتائے اور ساتھ ہی چند دن رہنے کی درخواست کی، مولانا نے اسی وقت میری بیوی کو کلمہ پڑھایا اور کہنے لگے کہ بیٹا! ناراض نہ ہونا میری تو بیٹی کے لیے بھی رہنے کی جگہ نہیں اور ان حالات میں میں آپ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا .... آپ صبح کی نماز پڑھیں اور کوئی مناسب جگہ تلاش کرلیں۔ میرے گھر میں اتنی گنجائش نہیں کہ آپ لوگوں کو ساتھ رکھ سکوں۔ اور سرٹیفکیٹ پر میری بیوی کے بارے قبول اسلام کا لکھ کر گھر چلے گئے ... مولانا سے ہماری آس ٹوٹ چکی تھی۔ بچے سوگئے تھے میں اور میری بیوی مولانا کا یہ رخ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ میری بیوی ساری رات روتی رہی۔ میں اسے تسلیاں دے رہا تھا۔ کہ بندی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو ہم بے سہاروں کا وہی سہارا ہے۔ وہی پالن ہار ہے اس کے ہاں ہمارے لیے بہت جگہ ہے۔ مایوسی گناہ ہے ... تو مجھے یہ بتا کہ تیرے پاس زیور کیا کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ۴ عدد چوڑیاں، بندے، چین اور ۲ عدد انگوٹھیاں ہیں۔ یہی ہمارا کل اثاثہ تھے۔ میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں دن چڑھنے دو۔ اللہ بہتر انتظام کرے گا۔ ہم اللہ سے ساری رات دعا کرتے رہے کہ یااللہ ان بچوں کا تو ہی وارث ہے، تو ہمارے لیے راستے کھول دے صبح فجر کی نماز باجماعت ادا کر کے میں نے سوتے بچوں کو ہی کندھوں پر اٹھایا اور سپر مارکیٹ کی طرف چل دیئے۔ سپر مارکیٹ پہنچ کر بچوں کو ایک بینچ پر لٹایا اور خود انتظار کرنے لگے۔ کہ کب دوکانیں کھلیں تو ہم تھوڑا زیور بیچ کر روٹی پانی کا بندوبست کریں۔ ایک ایک پل صدیوں کا لگ رہا تھا۔ اور دل میں تھا کہ بچے رات کے بھوکے ہیں، اٹھیں گے تو رونا شروع کر دیں گے، ان سے بھوک برداشت نہیں ہوگی۔ عجیب عجیب سوچیں ذھن میں آرہی تھیں۔ مگر پھر اللہ پاک پر بھروسہ کہ اللہ کارساز ہے۔ میں اپنی بیوی کو تسلیاں دے رہا تھا کہ کوئی بات نہیں، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ سنار کی پہلی ہی دوکان کھلی تو جیسے ہی اس نے

تالے کو ہاتھ لگایا میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔۔۔وہ میری طرف عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا میں نے کہا بھائی دوکان کھول لو پھر بات کرتے ہیں۔ مجھے کچھ زیور بیچنا ہے۔دوکان کھول کر وہ مجھے سر سے پاؤں تک دیکھنے لگا۔۔۔ رات بھر کی پریشانی اور سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے میرے حلیے سے وہ سمجھا کہ شاید میں چوری کا سامان لایا ہوں۔اس نے کہا کہ آپ چیز دکھائیں۔ میں نے کہا کہ زیادہ تو نہیں یہ چین اور دو عدد انگوٹھیاں ہیں۔۔۔ باتیں کرتے ہوئے اس نے مجھے کہا کہ کیا بات ہے آپ پریشان نظر آرہے ہیں۔میں پوچھ سکتا ہوں کہ کیا پریشانی ہے ؟ چہرے سے میں کچھ اور سمجھا مگر آپ گفتگو سے مجھے ایسے نہیں لگے۔میں نے کہا : کہ بھائی ! لمبی کہانی ہے۔۔۔میں نے اسے مختصر حالات بتلائے۔۔۔۔۔ تو وہ مجھ سے بھی زیادہ پریشان ہو گیا۔اور کہا کہ آپ بچوں کو دوکان میں بلا لائیں۔ پھر آپکو پیسے دیتا ہوں ،میں بچوں کو بلانے چلا گیا،اس نے میرے آنے سے پہلے ہی ناشتہ منگوا لیا میں نے کہا کہ آپ نے کیوں تکلیف کی ؟ کہنے لگا کہ میرا ابھی کچھ فرض ہے۔آپ یہ زیور رکھیں۔اور پیسے لے لیں۔میں نے کہا کہ بھائی ایسے میں نہیں لوں گا۔ آپ چین اور انگوٹھیوں کا وزن کریں۔اس اللہ کے بندے نے ہمیں پیسے دیئے اور میں دوبارہ راولپنڈی آگیا اور ایک چھوٹے سے ہوٹل میں کمرہ کرائے پر لے لیا۔بچوں کو وہاں بٹھا کر خود ایک کرسچین دوست کے پاس چلا گیا اور اسے کہا کہ مجھے مکان لے کر دو۔

اللہ تعالیٰ خود ہی میرے کاموں میں میری مدد فرما رہے تھے ،مجھے ایک اچھا مکان مل گیا اور بچوں کو اس میں شفٹ کر دیا۔ میرے مالک مکان نے کہا کہ ہم دوسروں سے تو زیادہ پیسے لیتے ہیں مگر بھائی امین ہم آپکو کم پیسوں میں مکان دے رہے ہیں۔اور مالک مکان راؤ صاحب نے ہمیں ضرورت کے تھوڑے سے برتن بھی مہیا کر دیئے۔کہ جتنی دیر میں آپ کوئی بندوبست نہیں کر لیتے فی الحال یہ استعمال کریں۔راؤ صاحب کی بیوی اور بچے ہمارے ساتھ بالکل فیملی کی طرح رہ رہے تھے۔ان کی کوشش سے ہمارے نئے ناموں کے شناختی کارڈ بھی ہمیں مل گئے۔اب کام کا مسئلہ درپیش تھا تو وہ بھی میرے پاس جو بقایا زیور تھا بیچ کر کام شروع کیا۔کام سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ نہیں صرف دوکان و مکان کا خرچ نکل آتا ہے۔

ایسے ہی دن اچھے گزر رہے تھے کہ میرے سالوں کو پتہ چل گیا کہ میں کہاں ہوں انہوں نے میرے بیوی بچوں کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ بچی نرسری میں داخل تھی ان لوگوں نے میرے بچوں کی نگرانی شروع کر دی اور ایک دن موقع پا کر جب میں دوکان پر تھا۔میری بیوی بچی کو سکول چھوڑنے جا رہی تھی۔ایک دفعہ پھر اسے گن پوائنٹ پر اغوا کر لیا اور وہ انہیں زبردستی فیصل آباد لے گئے۔انہوں نے میری بیوی کو بڑا ڈرایا دھمکایا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔۔۔ بچوں اور مجھے مارنے کی دھمکی دی۔ مگر میری بیوی نے کہا کہ آپ لوگ بے شک ہمیں مار دو ہم لوگ اب حق سے پیچھے نہیں ہٹیں گے ،مرنا قبول ہے ،مگر دوبارہ عیسائیت کو نہیں اپنا سکتے۔۔۔ میری بیوی کو بڑے لالچ دیئے گئے۔مگر میری بیوی ثابت قدم رہی۔اور یہی جواب دیا کہ ہمارا خاتمہ اب اسلام پر ہی ہو گا۔ ان شاء اللہ

یہی دینِ حق ہے۔ خیر دوبارہ فیصل آباد جا کر کورٹ کے ذریعے بچے تیرہ دن بعد واپس لے لیے۔اور واپسی کا سفر کیا، میرے پاس صرف جہلم تک کا کرایہ تھا۔ میں جہلم تک پہنچا، یہاں میرا ایک کرسچین جاننے والا جہلم پولیس میں سپاہی ہے۔اس کے پاس گیا اور بچوں کو وہاں ٹھہرا کر خود جامعہ علوم اثریہ پہنچا اور حافظ عبدالحمید عامر صاحب سے ملا۔ اور واپس راولپنڈی آیا۔ حافظ صاحب بہت پیار سے مجھے ملے اور کہا کہ امین گھبراؤ نہیں اللہ کے ماننے والوں اور سچا دین اپنانے والوں پر مصیبتیں آتی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکو استقامت عطا فرمائے۔ نبی پاکؐ نے بھی اور صحابہ کرامؓ نے بھی تکلیفیں برداشت کی ہیں۔ ماشاء اللہ پڑھے لکھے ہو۔آپ کو سب علم ہے۔ ثابت قدمی سے ڈٹے رہو اللہ تعالیٰ کی ذات آپ لوگوں کو کبھی مایوس نہیں کرے گی۔اور رب کریم آپکو ضرور اجر دیں گے۔ حافظ صاحب کی باتوں نے ایک دفعہ پھر مجھ میں نیا ولولہ اور امنگ پیدا کر دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم "حرمین" کے نام سے رسالہ نکالتے ہیں ہم آپکی قبولِ اسلام کی کہانی اپنے رسالہ میں شائع کریں گے۔

میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ حافظ صاحب معذرت کے ساتھ ایک بات کہنا چاہتا ہوں جہاں تک مجھے علم ہے کہ آپ لوگوں نے عیسائیوں میں تبلیغ کے لیے کوئی الگ شعبے نہیں قائم کئے اور نہ ہی پاکستان میں کوئی ایسا ادارہ ہے، جو نو مسلموں کو مالی امداد مہیا کرتا ہو۔

ہم تو پڑھے لکھے ہیں اور تحقیق کر کے آئے ہیں اور اسلام قبول کیا ہے پھر بھی ہم اتنے پریشان ہوئے ہیں مگر جو لوگ ان پڑھ یا کم ہمت ہیں وہ بیچارے تو واپسی کا سوچتے ہیں۔ اور راولپنڈی میں مجھے کافی لوگ ایسے ملے ہیں۔ جو حالات سے تنگ آکر پیچھے پلٹ گئے اور نامساعد حالات کا سامنا نہ کر سکے، وہ بے چارے نہ آگے کے رہے اور نہ پیچھے کے، دونوں نے ہی انہیں دھتکار دیا ہے اور بڑی پریشانی کی زندگی گزار رہے ہیں۔

ذرا غور کریں کہ جو لوگ اپنے ماں باپ بہن بھائی عزیز و اقارب چھوڑ کر راہِ حق کے پیچھے آئے ہیں، آپ لوگوں کی توجہ کے مستحق ہیں اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان کی اخلاقی، اقتصادی، معاشرتی اور دیگر مسائل کے تدارک کے لیے ان کی امداد کی جائے۔ اور خاص کر آپ علماء حضرات کا تو کہوں گا کہ فرض ہے کہ ان کی فلاح و بہبود کے لیے کوشش کریں۔ اور لوگوں کو اس اہم فریضہ کے لیں ابھاریں تا کہ یہ آپ کے دینی بھائی جو اسلام کے نام پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر بے سروسامانی کی حالت میں راہِ اسلام پر نکلے ہیں انہیں احساس کمتری نہ ہو۔ اور یہ لوگ آپ کے شانہ بشانہ چل کر دینی و فلاحی کاموں میں آپ کا ہاتھ بٹا سکیں۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مدد و رہنمائی کرے تا کہ میں دینِ اسلام کے کام آسکوں اور دین کی خدمت کروں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ پاک ہمیں استقامت نصیب فرمائے۔ اور مجھے اور آپکو نیک عمل اور قرآن و حدیث کے مطابق زندگیاں گزارنے میں ہماری مدد و رہنمائی فرمائے۔ (آمین)